مہدویت بطورِ نظامِ حکومت

نذر حافی*
nazarhaffi@gmail.com

کلیدی کلمات: امام، مہدیؑ، مہدویت، انتظار، حکومت، دین، اسلام، تربیت

خلاصہ

انسان امن و سکون کا متلاشی ہے، ایک بہترین حکومت ہی انسان کو بہتر طور پر امن و سکون فراہم کر سکتی ہے، اپنے تاریخی وار تقائی سفر میں انسان نے مختلف نظام ہائے حکومت اپنائے، ترک کیے اور نت نئے نظام ایجاد کیے، تاہم آج تک انسان کوئی ایسا نظامِ حکومت وضع نہیں کر سکا جو اس کے خوابوں کی حقیقی تعبیر کہلا سکے اور اس کی دنیا کو امن و سکون سے معمور کر سکے۔ جیسے جیسے دنیا میں سائنسی و علمی طور پر ترقی ہو رہی ہے اور جمہوریت کے شادیانے بجائے جا رہے ہیں ویسے ویسے انسان کے مسائل میں شدید اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور انسان ترقی اور امن و سکون کے بجائے تباہی و بربادی اور جنگوں کی طرف بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ انسانی حقوق عملاً ناپید ہو چکے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم نے انسانوں کے بنائے ہوئے نظام ہائے حکومت پر تو توجہ دی ہے لیکن الٰہی نظامِ حکومت کے حوالے سے بے حسی کا مظاہرہ کیا ہے۔ ارشاد پروردگار ہے:

هُوَالَّذِی أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَیٰ وَدِینِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهُ عَلَى الدِّینِ کُلِّهِ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُونَ (سورہ توبہ، ۳۳)

یعنی: "وہی تو ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو سب دینوں پر غالب کرے، اگرچہ مشرک ناپسند کریں۔"

بحیثیت مسلمان ہم قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں اور قرآن میں اللہ تعالی کا وعدہ ہے کہ اس کا دین تمام ادیان پر غالب آکر رہے گا۔ ہمیں قرآن مجید کی اس پیشین گوئی کا انتظار کرنا چاہیے اور دین کو ویسے سمجھنا چاہیے جیسے اس کے غالب آنے کا حق ہے۔ لہٰذا دینِ اسلام کے غالب آنے کے حوالے سے عقیدہ مہدویت کا مطالعہ اور بطور نظام حکومت اس عقیدے پر مختلف زاویوں سے تحقیق کی ضرورت ہے۔ جب تک مسلمان عقیدہ مہدویت کو بطورِ نظامِ حکومت نہیں سمجھیں گے تب تک دینِ اسلام کے حقیقی غلبے کے راستے میں رکاوٹیں حائل رہیں گی۔

---

*۔ فاضل قم، محقق علوم اسلامیہ، مدرسہ امام خمینیؒ قم

مقدمہ

انسان ہمیشہ سے ایک بہترین نظام حکومت کی تلاش میں ہے، کبھی اس نے آمریت کو بہترین نظامِ حکومت جانا اور اس پر عمل پیرا ہوا، پھر اس نے بادشاہت کو منتخب کیا اور ایک بڑے عرصے تک اسے ہی بہترین نظامِ حکومت سمجھتا رہا پھر اس نے جمہوریت کو اختیار کیا اور یہ دعویٰ کیا کہ یہ تو End of the history ہے، یعنی اس سے بہترین نظام ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے زمانے کے لئے دینِ اسلام نے کس نظامِ حکومت کو مثالی قرار دیا ہے؟ قرآن مجید میں ارشادِ مبارک ہے:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الارضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ

ترجمہ: "اور البتہ تحقیق ہم نصیحت کے بعد زبور میں لکھ چکے ہیں کہ بے شک زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہی ہوں گے۔" (1)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن مجید سے پہلے والی کتابوں میں بھی خدا نے بنی نوعِ انسان سے وعدہ کیا ہے کہ زمین کے وارث اس کے نیک بندے ہی ہوں گے۔ مقامِ فکر یہ ہے کہ ان نیک بندوں کو آیا خود بخود حکومت مل جائے گی یا انہیں کچھ کرنا پڑے گا۔ چنانچہ دینِ اسلام کی معتبر کتابوں میں آیا ہے کہ اگر دنیا کی عمر ایک دن سے زیادہ نہ رہ جائے تو بھی خداوندِ عالم اس ایک دن کو اتنا طولانی کرے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیتؑ سے ایک شخص مبعوث ہوگا کہ جس کا اسم گرامی نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم ہی ہوگا اور وہ شخص زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح پر کردے گا جیسا کہ وہ اس سے پہلے ظلم وجور سے پر ہو چکی ہوگی۔ (2)

مندرجہ بالا سطور سے پتہ چلتا ہے کہ دینِ اسلام انسانوں کو ایک ایسے انسان کا سراغ بتا رہا ہے، جس کی حکومت قائم ہو کر رہے گی اور اس کی حکومت میں ہر طرف عدل ہی عدل ہوگا۔ یقیناً ایک خوشحال اور عادل حکومت ہی ہر انسان کو پسند ہے اور وہی حکومت انسان کے لئے بہترین حکومت ہے جس میں کسی پر کسی بھی قسم کا ظلم نہ ہو اور ہر طرف عدل وانصاف کی حاکمیت ہو۔ سنن ترمذی میں ارشادِ نبوی ہے کہ "یہ دنیا اپنے اختتام کو نہیں پہنچے گی مگر یہ کہ ایک مرد میرے اہلِ بیتؑ سے عرب پر حکومت کرے گا، وہ

میرا ہم نام ہو گا۔" (3) سنن ابی داود میں ہے کہ المهديّ من عترتي من ولد فاطمه، ''مہدیؑ میری آل میں سے اور فاطمہؑ کی اولاد میں سے ہیں۔" (4) اسی طرح سنن ابن ماجہ میں ہے کہ امام مہدیؑ، اہلِ بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوں گے۔ (5)

مفہوم مہدویت

اس زمین پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل میں سے امام مہدیؑ نامی ایک شخص کی عادلانہ اور مثالی حکومت کا قیام۔

مہدوی حکومت کے خدوخال

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ مہدوی حکومت کی ایسی خصوصیات کیا ہوں گی کہ جن کی وجہ سے لوگ اس کے شیدائی ہوں گے اور عوام میں مقبولیت کے باعث وہ حکومت ایک مثالی حکومت کہلائے گی۔ اس حکومت کی عوامی مقبولیت کا یہ عالم ہو گا کہ دیگر حکومتیں اس میں ضم ہوتی چلی جائیں گی۔

ا۔ اسلامی تعزیرات کا نفاذ

اس حکومت کی سب سے پہلی خصوصیت یہ ہو گی کہ اس حکومت میں مکمل طور پر اسلامی تعزیرات نافذ ہوں گی اور کسی کو نہ ہی تو چھوٹ دی جائے گی اور نہ ہی کسی پر ظلم کیا جائے گا۔ (6) یعنی اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ قوانین کا بھرپور طریقے سے اجرا کیا جائے گا۔

۲۔ ہر دلعزیز حکومت

یہ حکومت مال و دولت والوں اور ثروت و طاقت والوں کے بجائے اسلامی اخلاق و اطوار والوں کی حکومت ہو گی، اس حکومت میں جو جتنا دیندار ہو گا وہ اتنا ہی عزت دار اور محترم شمار ہو گا۔ لوگوں میں عزت و وقار کا پیمانہ دینداری اور اخلاق ہو گا۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "تم لوگوں کو قریش کے ایک فرد مہدیؑ کی بشارت دیتا ہوں کہ جس کی خلافت سے زمین وآسمان والے راضی ہوں گے۔" (7)

۳۔ علم و آگاہی کا دور دورہ

اس دور میں طبقاتی نظامِ تعلیم نہیں ہو گا اور نہ ہی تعلیم پر چند خاندانوں کا قبضہ نہیں ہو گا بلکہ تعلیم و شعور کی دولت عام ہو گی، عام انسانوں حتیٰ کہ گھریلو خواتین کے فہم و شعور کی سطح بھی بہت بلند ہو گی اور لوگ اپنے

علم و شعور کی بنیاد پر نظام زندگی اور معاشرتی تعلقات کو استوار کریں گے۔ ہر طرف علم و حکمت کے چشمے جاری ہونگے اور مکار اور شعبدہ باز افراد لوگوں کی جہالت سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔

۴۔ زمین کے خزانوں سے انسانیت کی خدمت

آج کل کے دور کی طرح زمین کے خزانوں پر استعمار اور طاغوت کا قبضہ نہیں ہوگا اور استعماری طاقتیں مختلف بہانوں سے دیگر اقوام کے معدنی وسائل پر ہاتھ صاف نہیں کر سکیں گی۔ یعنی اس زمانے میں معدنی وسائل اور معیشت پر محدود لوگوں کا قبضہ نہیں ہوگا بلکہ زمین کے خزانوں کے منہ عام انسانوں کے لئے کھلے ہوئے ہوں گے اور عام لوگ اپنی صلاحیت، استعداد اور ضرورت کے مطابق زمین کے ذخائر سے بھرپور اور عادلانہ استفادہ کریں گے۔

۵۔ اختراعات و ایجادات کا دور

علم و شعور کے عام ہونے کے باعث یہ اختراعات و ایجادات کا دور ہوگا، انسان نت نئی ایجادات کے ذریعے انسانی معاشرے کی خدمت کریں گے اور پورا انسانی معاشرہ امن و سکون اور خوشحالی کی نعمت سے مالامال ہوگا۔ علم اور ٹیکنالوجی اپنے عروج پر ہوں گے اور انسان علوم و فنون سے انسانی معاشرے کی تعمیر کریں گے۔

۶۔ ظلم و جور کا خاتمہ

ظلم چاہے اقتصادی ہو، معاشی ہو، عسکری ہو یا جارحیت اور شب خون کی صورت میں ہو، اس کا مکمل خاتمہ ہو جائے گا۔ چونکہ ظلم ہمیشہ جہالت کی کوکھ سے جنم لیتا ہے، جب جہالت ختم ہو جائے گی تو ظلم خود بخود ختم ہو جائے گا اور دوسری طرف نظامِ عدل بھی پوری طرح فعال ہوگا لہٰذا دنیا ہر طرح کے ظلم سے پاک ہو جائے گی۔ ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا اور مجرم پیشہ افراد کے ساتھ سخت قانونی برتاؤ کیا جائے گا۔ کسی بھی قسم کی رشوت یا سفارش کسی بھی ظالم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی۔

۷۔ انسان کی قدردانی

وہ انسانیت کی معراج کا دور ہوگا۔ اس دور میں علم و شعور اور آگاہی کے باعث ایک انسان دوسرے انسان کی خدمت کرنے کو عبادت اور شرف سمجھے گا اور کوئی بھی انسان دوسرے کے حقوق کو پائمال نہیں کرے گا بلکہ اپنے فرائض کی ادائیگی اور دوسرے انسانوں کی خوشحالی کے لئے کام کرنے کو اللہ سے قرب کا وسیلہ سمجھا جائے گا۔ اس طرح معاشرے میں انسانوں کی درمیان کسی قسم کی کوئی طبقاتی، جغرافیائی، لسانی یا ذات پات کی کوئی

تفریق اور فاصلہ نہیں ہوگا۔ سب آپس میں بھائی بھائی بن کر رہیں گے۔ پیغمبرِ اسلام ﷺ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں لوگوں کے دلوں سے کینہ اور دشمنی ختم ہو جائے گی۔(8)

۸۔ میرٹ کی حاکمیت

انسان اس دور میں بھی اپنا کام کاج کریں گے اور ہر انسان کو میرٹ کے مطابق اس کا حصہ ملے گا، ہر طرح کی رشوت اور سفارش ختم ہو جائے گی اور بغیر کسی رشوت اور سفارش کے لوگ اپنی استعداد کے مطابق اپنے لئے کام کاج کا انتخاب کریں گے۔ تمام تر اداروں میں میرٹ کی بنیاد پر افارد کا انتخاب ہوگا اور تمام تر فیصلے بھی میرٹ کی بنیاد پر ہوں گے۔ میرٹ کی حاکمیت کے باعث، برادری ازم، اقربا پروری، لوٹ کھسوٹ، دھونس دھاندلی اور مکر وفریب کا خاتمہ ہو جائے گا۔

۹۔ غربت وافلاس کا خاتمہ

عدالت، علم اور میرٹ کے باعث دنیا میں کوئی شخص فقیر اور نادار نہیں رہے گا حتیٰ کہ لوگ زکواۃ دینے کے لئے فقرا اور نادار حضرات کو ڈھونڈتے پھریں گے لیکن انہیں کوئی فقیر یا نادار شخص نہیں ملے گا۔ پیغمبرِ اسلام ﷺ فرماتے ہیں کہ ناامیدی اور فتنوں کے زمانے میں مہدیؑ نامی شخص ظہور کرے گا جس کی بخشش اور عطا لوگوں کی خوشحالی کا باعث ہوگی۔ (9) ذخیرہ اندوزی، سمگلنگ، ملاوٹ اور بخل و کنجوسی جیسی برائیوں کا قلع قمع کر دیا جائے گا جس کی وجہ سے معاشرے کے عام لوگ بھی مطمئن اور ثروت مندانہ زندگی بسر کریں گے۔

۱۰۔ نبی آخر الزماں ﷺ کی سنتوں کا احیا

اس زمانے میں ہر طرف حضور نبی کریم ﷺ کی سنتوں کا دور دورہ ہوگا اور لوگ اپنے شب و روز کو سرکارِ دوعالم کی سنتوں سے مزین کریں گے۔ پورا انسانی معاشرہ صدر اسلام کے مسلمانوں کی طرح محبت، اخوت اور رواداری کی مثال بن جائے گا۔ اگر کسی کو کوئی نعمت میسر ہوگی تو وہ سب سے پہلے اپنے ہمسایوں اور عزیز و اقارب میں اسے تقسیم کرنے کو سعادت سمجھے گا، اسی طرح ایک ہمسایہ دوسرے ہمسائے کے لئے دعا اور طلبِ مغفرت کے ساتھ ساتھ اس کی عملی مدد بھی کرتا ہوا نظر آئے گا۔ گویا پوری عالمی برادری ایک بڑے خاندان میں تبدیل ہو جائے گی۔

۱۱۔ صحت وعلاج

مہدوی حکومت میں سب کے لئے یکساں طور پر صحت اور علاج کی سہولتیں میسر ہوں گی۔ ایسا نہیں ہو گا کہ امیر لوگ اچھے ہسپتالوں میں جائیں یا بیرون ملک علاج کے لئے جائیں اور غریب ایڑیاں رگڑتے رہیں، بلکہ تمام انسانوں کے لئے معیاری علاج کی سہولتیں عام ہوں گی جس کی وجہ سے اس زمانے کے لوگوں کی عمریں بھی طویل ہوں گی۔ یہاںتک کہ بعض عام افراد کی عمریں ہزار سال تک بھی پہنچ جائیں گی۔ (10)

اب دیکھنا یہ ہے کہ آج ایسی مثالی حکومت کے قیام میں کیا مشکلات درپیش ہیں اور آج کا انسان ایسی حکومت سے محروم کیوں ہے!؟ دراصل اسلامی معاشرے نے ہی مہدویت کے تصور کو دنیا بھر میں متعارف کروانا تھا لیکن مہدویت کے حوالے سے خود یہی معاشرہ مختلف غلط فہمیوں کا شکار ہو گیا ہے جس کی وجہ سے مہدوی حکومت کی تشکیل کا خواب پورا نہیں ہو پا رہا اور دنیا مہدویت کو ابھی تک نہیں سمجھ سکی۔

اسلامی معاشرے میں مہدویت کے حوالے سے غلط تصورات

مسلمانوں کے ہاں مہدویت کے حوالے سے کچھ غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں جن کا ذکر اور ازالہ ضروری ہے:

۱۔ صرف انتظار

مسلمانوں کے ہاں عام طور پر ایک بڑی غلط فہمی یہ پائی جاتی ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر حضرت امام مہدیؑ کا انتظار کیا جائے۔ حالانکہ جب بھی کسی حکومت کے قیام کے لئے انتظار کیا جاتا ہے تو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھا جاتا بلکہ اس حکومت کے لئے باقاعدہ کمپین اور مہم چلائی جاتی ہے تب جا کر وہ حکومت قائم ہوتی ہے۔

۲۔ اپنی ذمہ داریوں سے ناآشنائی

مسلمانوں کی اکثریت یہ نہیں جانتی کہ اسے ایک مہدوی حکومت کی تشکیل کے لئے کیا کرنا چاہیے، یعنی عام مسلمان اس حوالے سے یہ نہیں جانتا کہ اس کی کیا ذمہ داری بنتی ہے؟!

۳۔ مہدویت کے بارے میں عدم شعور

بہت سارے مسلمان مہدویت کے بارے میں تفصیلی طور پر کچھ بھی نہیں جانتے، بلکہ یوں تو جمہوریت و آمریت اور بادشاہت کے بارے میں تو ہماری معلومات بہت زیادہ ہوتی ہیں لیکن اس کی نسبت مہدویت کے بارے میں ہم سطحی سے معلومات بھی نہیں رکھتے، جس کی وجہ سے مہدویت کی حکومت کی تشکیل میں مشکلات حائل ہیں۔

۴۔ مہدویت بغیر نصاب کے

ہمارے ہاں مسلمان ہونے کے باوجود مہدویت ہمارے نظامِ تعلیم میں شامل نہیں، جس کی وجہ سے ہم نسل در نسل مہدویت سے ناآشنا ہیں، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مہدوی حکومت محض ایک یا کچھ معجزات سے قائم ہو جائے گی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مہدویت کو تمام تر تفصیلات کے ساتھ نصابِ تعلیم میں شامل کیا جائے تاکہ لوگ مہدویت کو اچھی طرح سمجھیں اور امام مہدیؑ ہونے کے جھوٹے دعویداروں کو بھی پہچانیں۔

۵۔ مہدویت بدونِ نظامِ حکومت

ہمارے ہاں اگر مہدویت پر بات کی بھی جاتی ہے تو بطورِ نظامِ حکومت نہیں کی جاتی، بلکہ مہدویت کو قیامت کی نشانیوں اور آخرت کی علامات سے جوڑ کر اس بحث کو ختم کر دیا جاتا ہے۔

مہدوی حکومت کی تشکیل کے لئے درست لائحہ عمل

ا۔ مہدویت شناسی

سب سے پہلے جمہور کو مہدویت سے آشنا کیا جائے اور عوام النّاس میں ایک مہدوی حکومت کے قیام کی تڑپ پیدا کی جائے، لوگوں کو قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ سمجھایا جائے کہ ان کے تمام تر مسائل کا حل مہدوی حکومت کی تشکیل میں پوشیدہ ہے تاکہ لوگ کسی تشنہ شخص کی طرح مہدویت کی تشنگی کو محسوس کریں۔ نیز ضروری ہے کہ ہر عمر، ہر مذہب اور ہر دین کے شخص کو مہدوی حکومت سے آشنا کرنے کے لئے مخصوص ادارے اور ریسرچ سنٹرز قائم کیے جائیں۔ ایسے سنٹرز میں محققین مخاطب شناسی کرکے مخاطبین کی ذہنی سطح کے مطابق مہدویت کو بیان کریں۔

۳۔ اپنی ذمہ داریوں کا تعین

اس دنیا کو بدبختی، فقر، جہالت اور ظلم سے نجات دلانے کے لئے ہر شخص کو اپنی ذمہ داری ادا کرنی چاہیے، مہدوی حکومت کی تشکیل کے لئے ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ مہدوی حکومت کی خصوصیات کیا ہیں!؟ مثلاً مہدوی حکومت کی ایک خصوصیت علم و آگاہی کا دور دورہ ہے تو ہمیں دنیا میں علم و آگاہی کو عام کرنے کے لئے کمربستہ ہو جانا چاہیے، اسی طرح اگر مہدوی حکومت کی ایک اور خصوصیت ظلم و جور کا خاتمہ ہے تو ہمیں جہاں بھی ہوں ظلم و جور کے خاتمے کے لئے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے، ہم میں سے ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ جس حال میں ہے وہاں سے کس مہدوی خصوصیت کو عملی کر سکتا ہے۔ اگر ہم میں سے ہر

شخص اپنی بساط کے مطابق مہدوی حکومت کی خصوصیات کو اپنانے اور پھیلانے کا کام شروع کر دے تو یہ معاشرہ خود بخود مہدوی حکومت کی طرف بڑھنے لگے گا۔

۴۔ انتظار کا درست مفہوم

عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مہدوی حکومت کا بس انتظار کیا جائے اور یوں خود بخود وہ حکومت قائم ہو جائے گی۔ ایسے لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ ہماری یہ دنیا اسباب اور مسبّب کی دنیا ہے، اگر ہم خود مہدوی حکومت کے اسباب فراہم نہیں کریں گے تو اسی طرح مختلف انواع و اقسام کی حکومتیں ہمارا استحصال کرتی رہیں گی۔ لہٰذا جس طرح ہم دیگر حکومتوں کے قیام کے لئے کمپین اور مہم چلاتے ہیں اسی طرح ہمیں مہدوی حکومت کے لئے بھی کمپین اور مہم چلانی چاہیے، ہماری تحاریر و تقاریر میں جابجا مہدویت کا ذکر ملنا چاہیے اور لوگوں کو مہدوی حکومت کی خصوصیات کو اپنانے اور پھیلانے کی تلقین کی جانی چاہیے۔

۵۔ مہدوی حکومت اور انقلاب

ظاہر ہے دنیا میں اتنی بڑی تبدیلی کہ ظلم کی جگہ عدل لے لے، تاریکی کی جگہ نور لے لے، کفر کی جگہ اسلام آجائے، شر کی جگہ خیر سنبھال لے، رشوت کی جگہ میرٹ کا بول بالا ہو یہ سب کچھ بیٹھے بٹھائے ہونے والا نہیں ہے، اس کے لئے ایک بہت بڑی انقلاب اور تبدیلی کی ضرورت ہے۔ یہ انقلاب اور تبدیلی لوگوں کے سر کاٹنے سے ممکن نہیں بلکہ اس نقلاب اور تبدیلی کے لئے لوگوں کے افکار کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر لوگوں کا باطن تبدیل ہو جائے اور لوگ عقلی طور پر ظلم و ستم، کرپشن اور دھاندلی، فقر اور ناداری نیز جبر و استحصال سے نفرت کرنے لگیں تو باہر کی دنیا خود بخود تبدیل ہو جائے گی۔

ہمارے عہد کا مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے دور کا انسان ابھی تک اچھائی اور برائی کو تشخیص دینے میں گومگو کی کیفیت سے دوچار ہے، یہ بے چارہ یہ تو چاہتا ہے کہ دوسرے غلط کام نہ کریں لیکن اگر اسے موقع مل جائے تو یہ خود وہی کام کرنے لگتا ہے جن سے دوسروں کو منع کر رہا ہوتا ہے۔ یعنی ہمارے دور کے انسان کی تربیت ابھی اس سطح کی نہیں ہوئی کہ وہ اپنے لئے بھی وہی پسند کرے جو دوسروں کے لئے پسند کرتا ہے۔

تربیت پر توجہ کی ضرورت

کسی بھی انقلاب کے لئے تربیت یافتہ افراد کی ضرورت ہوتی ہے، حضرت امام مہدیؑ کے انقلاب کے لئے بھی تربیت یافتہ افراد کی ضرورت ہے، وہ ایسے افراد ہونے چاہیے کہ جو سب سے پہلے خود مہدویت کی

خصوصیات سے مزین ہوں اور دوسرے لوگ ان کے اخلاق و کردار کو دیکھ کر مہدوی بننے کی تمنّا کریں۔ اگر ایسے اخلاق و کردار کے حامل افارد کی تربیت نہیں کی جاتی توظاہر ہے کہ پھر مہدوی حکومت کے قیام میں بھی بہت تاخیر ہو سکتی ہے۔ یہ تربیت بھی دو طرح کی ہونی چاہیے:

عمومی تربیت اور خصوصی تربیت: عمومی تربیت کے طور پر تمام انسانوں کو خیر و بھلائی اور دین اسلام پر عمل کرنے کے دعوت دی جانی چاہیے اور خصوصی تربیت کے طور پر ایسے افراد کی خصوصی تربیت کی جائے جو مہدویت کے عمیق مسائل کو قرآن و سنت سے بطریقِ احسن استخراج کرکے لوگوں تک مہدویت کا پیغام عملی طور پر پہنچائیں۔ جس نظریے کے پاس تربیت یافتہ افراد نہ ہوں وہ نظریہ کوئی انقلاب یا تبدیلی نہیں لا سکتا لہٰذا ایک مہدوی انقلاب کے لئے افراد کی نظریاتی و عملی تربیت ضروری ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت امام مہدیؑ کے حکومتی اہلکاروں میں حضرت عیسیٰؑ، اصحاب کہف، مومن آل فرعون جیسی عظیم ہستیوں کے نام بھی آتے ہیں۔ (11)

نتیجہ:۔

دینِ اسلام اللہ کا آخری دین ہے، یہی دین انسانوں کی سعادت و خوشبختی کا بھی ضامن ہے، اس دین میں فقط انسانوں کے لئے اخلاق و طہارت اور عبادات کے احکام نہیں بیان کئے گئے بلکہ انسانوں کی خوش بختی کے لئے ایک مکمل نظام حکومت کے بارے میں بھی بتایا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق اس دینی حکومت کے قیام کے لئے جدوجہد کریں جس کا کتاب و سنت میں ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔

جب تک مسلمان ایک الٰہی اور عالمی حکومت کے لئے اپنے آپ کو تیار نہیں کریں گے تب تک خود بخود مسلمانوں کی عالمی حکومت قائم نہیں ہو جائے گی۔ اس عالمی اور عادل حکومت کا نام مہدویت ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ جس فرقے سے بھی تعلق رکھتے ہوں، مہدویت کے حوالے سے تحقیق کریں اور مہدوی حکومت کے قیام کے لئے ممکنہ راہ حل سوچیں اور دنیا کو اس کی طرف دعوت دیں۔

*****

حوالہ جات

1۔ سورہ انبیا آیت ۱۰۵
2۔الف - سنن ترمذی، ج4 ص 438-کتاب الفتن، باب 52 ماجاء فی المہدی، ح 2231 ؛دار الرائد العربی، بیروت۔
3۔ایضا؛ جلد ۴ ح ۲۲۳۰
4۔ سنن ابی داود، کتاب المہدی، ح 4284؛؛دار الرائد العربی، بیروت۔
5۔ج 2 ص 1367
6۔ شیخ صدوق، کمال الدین ص ٦٦٨؛ دار الکتب الاسلامیہ، قم۔
7۔ ینابیع المودّۃ ص ۴۳۱؛ دار العراقیۃ الکاظمیۃ، انتشارات محمدی، قم، چاپ ہشتم۔
8۔ مصنف عبدالرزاق، ج ۱۱، ص ۴۰۲؛ دالکتب الاسلامیہ، قم۔
9۔احقاق الحق ج ۱۳، ص ۲۴۸؛ مکتبہ آیۃ اللہ المرعشی النجفی، قم۔
10۔ شیخ مفید، ارشاد مفید ص ۳٦۳؛ کنگرہ شیخ مفید قم۔
11۔ معجم رجال الحدیث، ج ۸، ص ۳۴٦؛ چاپ وزارت فرہنگ وارشاد اسلامی۔ تہران۔